خلافت یزید کے متعلق آزاد رائیں اور ضمیر کی آوازیں

آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء سید علی نقی نقوی طاب ثراہ

طبری نے لکھا ہے:-

حدثنی الحارث قال حدثنا علی عن مسلمة قال فما اراد معاویة ان یبایع لیزید کتب الیٰ زیاد یستشیرہ فبعث زیاد الٰی عبید بن کعب التمیری فقال ان لکل مستشیر ثقة ولکل سر مستودع وان الناس قد ابدعت بهم خصلتان اذاعته السرّ واخراج النصیحة الیٰ غیر اهلها ولیس موضع السرّ الا احد رجلین رجل أخرة یرجو ثوابا ورجل دنیا له شرف فی نفسه عقل یصون حسبه و قد عجمتها منک فاحمدت الذی قبلک وقد دعوتک لامر اتهمت علیه بطون الصحف ان امیر المؤمنین کتب الیٰ یزعم انه قد عزم علیٰ بیعة یزید وهو ینخوف نفرة الناس ویرجو مطابقتهم ویستشیرنی و علاقة امر الاسلام وطهانه عظیم و یزید صاحب رسلة وتهاون مع ما قدا ولع به من الصید فالق امیر المؤمنین مؤدیا عنی فاخبرہ عن فعلات یزید فقل له رویدک بالامر فاقمنا ان یتم لک ما ترید ولا تعجل فان درکا فی تأخیر خیر من تعجیل عاقبته الفوت فقال عبید له افلا غیر هذا قال ماهو قال لا تفسد علیٰ معاویة رأیة ولا تمقت الیه ابیه والقی انا یزید السرّامن معاویة فاخبرہ عنک ان امیر المؤمنین کتب الیک یستشبرک فی بیعة وانک تنخوف خلاف الناس لهنان ینقمونها علیه وانک تری له نرک ما ینقم علیه فیستحکم لامیر المؤمنین الحجة علی الناس ویسهل لک ما نرید فتکون قد نصحت یزید وارضیت امیر المؤمنین و سلمت مما تخاف من علاقة امرا لامّة فقال زیاد لقد رمیت الامر بحجرة اشخص علیٰ برکة اللّٰہ فان اصبت فما لا ینکرو ان یکن خطاء فغیر مستعش وبعذابک ان یشاء اللّٰہ من الخطاء قال تقول بما تریٰ و یقضی اللّٰہ بغیب ما یعلم فقدم علیٰ یزید فذاکرہ ذٰلک و کتب زیادہ الیٰ معاویة بامرہ بالتؤدة وان لا یعجل فقبل ذٰلک معاویة وکف یزید عن کثیر مما کان بصنع ثم قدم عبید علیٰ زیاد فاقطعه قطیعة۔

(تاریخ طبری، ج ۶ ص ۱۶۹)

مجھ سے حارث نے بیان کیا کہ مجھ سے علیؑ نے سلمہ کی زبانی نقل کیا، ان کا بیان ہے کہ جب معاویہ نے یزید کی بیعت کرانے کا ارادہ کیا تو انھوں نے ایک خط لکھ کر زیاد سے مشورہ طلب کیا۔ زیاد نے عبید بن کعب نمیری کو اپنے پاس بلایا اور کہا: ’’ہر مشورہ طلب کرنے والے کا ایک شخص قابل اعتماد ہوتا ہے اور ہر راز کے امانت رکھے جانے کا ایک محل ہوتا ہے اور لوگوں کی تباہی کا باعث دو چیزیں ہوتی ہیں: ایک راز کا افشا کرنا اور دوسرے نصیحت کا نا اہل کے سامنے پیش کرنا اور راز کی حفاظت کے لائق دو ہی طرح کے شخص ہو سکتے ہیں: ایک آخرت کا لحاظ رکھنے والا جو ثواب کا امیدوار ہو اور ایک وہ دنیا دار آدمی جو عزت و وقار رکھنے کے ساتھ ایسے عقل و ہوش کا مالک ہو جس سے اپنے شرف و وقار کو محفوظ رکھتا ہو اور میں نے تمہاری ان دونوں حیثیتوں سے جانچ کی ہے اور تمہیں اس معیار پر پورا پایا ہے اور میں نے تمہیں ایک ایسے اہم معاملہ کے لئے بلایا ہے جس میں خطوط پر

اطمینان نہیں کیا جا سکتا۔ وہ یہ ہے کہ خلیفہ وقت کا میرے پاس خط آیا ہے جس میں ظاہر کیا ہے کہ وہ یزید کی بیعت حاصل کرنے کا ارادہ کررہے ہیں اور اس میں انھیں لوگوں کے متنفر ہونے کا اندیشہ ہے اور یہ خیال ہے کہ وہ کسی طرح انھیں اپنے موافق بنائیں اور اس بارے میں وہ مجھ سے مشورہ طلب کرتے ہیں حقیقت امر یہ ہے کہ اسلام کا معاملہ اور اس کی ذمہ داری کا سوال بہت اہم ہے اور یزید میں جو مطلق العنانی اور لا پرواہی ہے وہ ظاہر ہے اس کے علاوہ شکار کے ساتھ انھیں غیر معمولی شغف ہے لہٰذا تم جا کر خلیفہ کی خدمت میں میرے خیالات کی ترجمانی کرو اور انھیں یزید کے افعال و اعمال کی اطلاع دو اور کہو کہ تھوڑی تاخیر سے کام لیجئے تو بہت ممکن ہے کہ آپ کا مقصد بہتر طریقہ پر انجام پا جائے اور جلدی نہ کیجئے اس لئے کہ دیر کرنے سے تھوڑا نقصان بہتر ہے اس تعجیل سے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ مقصد بالکل فوت ہو جائے۔ عبید نے کہا: 'اس کے سوا ایک دوسری صورت اختیار نہ کی جائے؟'، زیاد نے کہا: 'وہ کیا؟' کہا: 'بہتر ہے کہ معاویہ کی رائے کو غلط نہ ٹھہرائیے اور انھیں ان کے صاحبزادہ سے متنفر نہ بنائیے اور میں معاویہ کی لاعلمی میں یزید سے جا کر ملوں اور انھیں آپ کی طرف سے اس کی اطلاع پہنچاؤں کہ خلیفۃ المسلمین نے ان کی بیعت کے لئے آپ سے مشورہ طلب کیا ہے اور آپ کو ان کے کچھ ناگفتہ بہ حرکات کی وجہ سے جنھیں ناپسند کیا جاتا ہے عوام کی ناراضگی کا اندیشہ ہے لہٰذا آپ کی رائے یہ ہے کہ وہ ان ناپسندیدہ باتوں کو ترک کردیں تاکہ اس ذریعہ سے اعلیٰ حضرت ان کی بیعت لوگوں سے لینے میں کوئی کمزوری نہ محسوس کریں اور آپ کے لئے بھی اس مہم میں آسانی ہو۔ اگر یہ کیا جائے تو آپ کی یزید سے خیر خواہی کا مظاہرہ بھی ہوگا اور اعلیٰ حضرت کے لئے بھی باعث خوشنودی ہوگا اور آپ کو مسلمانوں کے مفاد کے لحاظ سے جو دغدغہ ہے اس سے بھی محفوظ رہیں گے۔' زیاد نے کہا: 'وہ تو میں نے تمہارا انتخاب ہی بہت عمدہ کیا تھا۔ ٹھیک ہے۔ بسم اللہ روانہ ہو جاؤ۔ اگر تمہارا عمل صحیح ہوا تو وہ توقع کے بالکل مطابق ہوگا اور اگر غلطی بھی ہوئی تو تمہاری خیر خواہی اور نیک نیتی بہر حال شبہ سے بالاتر ہے اور امید یہی ہے کہ تم غلطی کوئی نہ کروگے۔' کہا: 'خیر یہ آپ کا حسن ظن ہے اور اصل واقعہ اللہ ہی کو معلوم ہے اور وہ اس کے مطابق فیصلہ کرے گا۔' چنانچہ وہ شخص یزید کے پاس گیا اور یہ سب تذکرہ کیا اور زیاد نے معاویہ کو خط لکھا جس میں ان کو تھوڑے توقف کا مشورہ دیا۔ چنانچہ معاویہ نے یہ مشورہ قبول کیا اور یزید نے بہت سے ان کاموں کو جن کا وہ مرتکب تھا ترک کردیا۔ پھر عبید زیاد کے پاس آیا تو انھوں نے انعام میں اسے ایک جاگیر عطا کی۔

طبری نے اس واقعہ کا ذکر ۵۶ھ کے واقعات کے تذکرہ میں اس مناسبت سے کیا ہے کہ اس سال معاویہ نے یزید کی ولی عہدی کا اعلان کیا، لہٰذا انھوں نے اس کے ذیل میں پہلے یہ عنوان قائم کیا کہ "ذکر السبب فی ذٰلک" اس کے اسباب کیا ہوئے؟ چنانچہ ان اسباب کے ذکر میں پہلے تو مغیرہ کا معاویہ کو یہ خیال پیدا کرنا درج کیا ہے، اس کے بعد زیاد سے مشورہ طلب کرنے اور اس کے نتیجہ کا تذکرہ کیا ہے جو ابھی بیان ہوا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مغیرہ کی وہ تحریک اور زیاد سے یہ خط و کتابت ۵۶ھ میں ہوئی ہو کیونکہ زیاد کی تو ۵۳ھ میں موت ہو گئی تھی جیسا کہ دینوری اور طبری دونوں نے تصریح کی ہے اور مغیرہ کی موت اس کے پہلے ۴۹ھ یا ۵۰ھ میں ہو گئی تھی۔

مذکورۂ بالا واقعہ پر غور کیجئے تو حسب ذیل نتائج آسانی سے برآمد ہوں گے:-

(۱) یزید کے قابلِ اعتراض افعال و اعمال اور مسلمانوں میں ان کے متعلق غم و غصہ کے جذبات کا اس کے باپ امیر شام معاویہ کو بخوبی علم تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ زیاد ایسے اپنے ہواخواہوں سے مشورہ لیتے وقت یہ نہ لکھتے کہ مجھے لوگوں کی نفرت کا خوف ہے۔

(۲) اسلام کے وقار اور مسلمانوں کے مفاد کا خیال خود امیر شام کو اتنا بھی نہ تھا جتنا کہ ان کے گورنر زیاد نے اصلی یا نمائشی

طور پر ظاہر کیا اس لئے کہ زیاد نے عبید نمیری سے اپنی گفتگو میں علاوہ سیاسی پہلو کے "**علاقه امر الاسلام وضمانه عظیم**" کہہ کر فی الجملہ دینی احساس کا پتہ دیا ہے مگر امیر شام کے خط کا جو مضمون بیان کیا ہے اس میں قطعاً اس طرح کے کسی احساس کا نام ونشان تک نہیں ہے بلکہ صرف مسلمانوں میں ہیجان کا اندیشہ ظاہر کیا ہے اور یہ کہ ان کو کسی طرح اس پر تیار کیا جائے۔ اس سے ظاہر ہے کہ امیر شام یزید کو ولی عہد بنانے کے شوق میں پیشِ خدا اس کے نتیجہ کے تصور سے بالکل بے نیاز ہو رہے تھے اور انھیں خوف خلائق کے سوا خالق کی ذرّہ بھر پروا نہ تھی۔

(۳) زیاد اور نیز عبید نمیری نے یزید کے افعال واعمال کی طرف جن الفاظ میں اشارے کئے ہیں وہ اگر چہ سیاسی معیار پر بہت محتاط انداز میں ہیں اور یوں سمجھنا چاہئے کہ وہ بہت گھٹا کر ہیں مگر اس اجمال سے ان تمام تفصیلات کی تصدیق ہوتی ہے جو یزید کے متعلق دوسرے لوگوں نے صاف بتائے ہیں، مثلاً عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ نے یزید کی سیرت ان الفاظ میں بیان کی تھی۔ "**انه رجل ينكح امهات الا ولاد و البنات والاخوات و يشرب الخمر و يدع الصلوٰة**" وہ ایسا شخص ہے جو باپ کی عورتوں اور اپنی بیٹیوں، بہنوں تک کو نہیں چھوڑتا، شراب پیتا اور نماز ترک کرتا ہے"۔

(صواعق محرقہ، مطبوعہ مصر، ۱۳۲)

زیاد نے یزید کے اوصاف کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ "**صاحب رسلة وتهاون مع ما قد اولع به من الصيد**" اس میں "عشق شکار" کا تو نام لے کر اظہار کر دیا ہے جو سمجھنا چاہئے کہ اس کے جرائم میں سب سے ہلکا تھا جب ہی نام لے کر اس کے کہہ دینے کی ہمّت ہوئی۔ اس کے علاوہ باقی باتوں کو **رسلة وتهاون** کی دو لفظوں میں ملفوف کیا گیا ہے۔ لغوی معنی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو رسلة کا مفہوم اردو کے ان الفاظ سے ادا ہوتا ہے: چھٹا ہونا، بے قید ہونا، بے لگام ہونا، مطلق العنان ہونا وغیرہ وغیرہ۔ اور دوسری لفظ تھاون کے معنی سستی، سہل انکاری، لا پروائی وغیرہ الفاظ سے ادا ہوتے ہیں۔ پہلا جز و چھٹا ہونا، بے قید ہونا، بے لگام ہونا یہ محرمات کے فعل (**ینکح امهات الاولاد والبنات والاخوات ویشرب الخمر**) پر منطبق ہے اور دوسرا "سستی اور لا پروائی" ترک واجبات (**یدع الصلوٰة**) پر صادق ہے۔

عبید کی لفظیں باوجود مزید اختصار اس سے زیادہ معنی خیز ہیں۔

"**لهنات ينقموفها عليه**" ھَنٌ لغت عرب میں شرمناک، نا قابلِ اظہار چیزوں کے لئے استعمال ہوتا ہے کیونکہ اصلی معنی اس کے اس طرح ہیں:-

هن المرأة فرجها و هما هنان وهنانان جمعهٔ هنات وهنوات (قاموس) اسی لئے اردو زبان میں اس کا ہم نے "نا گفتہ بہ حرکات" کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس سے صرف "شوق شکار" مراد نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ تو ان چیزوں کے مقابلہ میں اتنی سبک بات ہے کہ اس کا اظہار صراحۃً کیا جاسکا۔ پھر اس میں جنسی تعلقات میں بے راہ روی اور مطلق العنانی نیز شراب خوری کے ایسے افعال قبیحہ مضمر نہیں ہیں تو اور کیا ہیں۔

(۴) زیاد نے خود اپنی جگہ خوف آخرت کا کچھ احساس ظاہر کرنے کے باوجود امیر شام کو یزید کے افعال کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ اپنے پیغام میں انھیں نتیجۂ اخروی کی طرف متوجہ کرنے کا موقع نہیں دیکھا بلکہ صرف سیاسی پہلو کا ذکر کیا کہ جلد بازی کی وجہ سے مقصد کے فوت ہوجانے کا امکان ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ معاویہ کے اتباع خود بھی خلیفۃ المسلمین سے اس بارے میں بالکل مایوس تھے اور سمجھتے تھے کہ اندیشۂ آخرت کو وہ کوئی اہمیت نہ دے رہے ہیں اور نہ دیں گے۔

(۵) واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عبید بن کعب نمیری

(بقیہ۔۔۔۔صفحہ ۱۰/ پر)

ہے تو تم ہی سب سے بلند اور سب پر غالب رہو گے۔

سرور کائناتؐ کے ایک صحابی کے فرزند کا انتقال ہو گیا تھا اُس کے غم میں انھوں نے اپنا سارا کاروبار ترک کر دیا اور اپنے گھر کے ایک حصہ میں دن رات عبادت کرنے لگے۔ حضور انورؐ کو اس کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ تبارَکَ وَتَعَالٰی لَمْ یَکْتُبْ عَلَیْنَا الرَّھْبَانِیَۃَ اِنَّمَا رَھْبَانِیَۃُ اُمَّتِیْ الْجِھَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ اللہ نے ہمیں دنیا کو بالکل چھوڑ دینے کا حکم نہیں دیا ہے۔ بلکہ میری امت کے لئے رہبانیت یعنی ترک دنیا اللہ کی راہ میں زبردستی کوشش وسعی کا نام ہے۔ مطلب یہی ہوا کہ اسلام کے نزدیک انسان کو اس کا صحیح مقام اور مرتبہ صرف اُسی وقت مل سکتا ہے جب وہ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کرے۔

✿✿✿

بقیہ۔۔۔خلافت یزید کے متعلق آزاد رائیں

باوجود تاریخ میں بہت حد تک گمنام ہونے کے زیادہ سے زیادہ سیاست داں اور مزاج حکومت کا لحاظ رکھنے والا تھا کہ زیاد نے ہمت کر کے معاویہ سے جو کچھ ''حق گوئی'' کے طور پر کہنا چاہا اسے بھی اس نے روک دیا۔ ہاں چونکہ زیاد نے نمائشی تقدس کا اظہار کرتے ہوئے آخرت کا ذکر بھی کر دیا تھا اس لئے اس نے بخیال خود ایسی تدبیر نکالی کہ یزید اور معاویہ دونوں خوش بھی رہیں اور فریضۂ دینی کی تکمیل بھی ہو جائے۔

مگر اس کے لئے اس نے جو صورت اختیار کی وہ کیا فریضہ سے سبک دوشی کے لئے کافی تھی؟ کیا عبید اور خود زیاد دونوں کو نہیں معلوم تھا کہ صرف وقت کے سیاسی اندیشوں کی بنا پر یزید نے اپنے میں جو تبدیلی کی ہو وہ دیر پا نہیں ہو سکتی؟ کیا ابتدائے عمر سے پڑی ہوئی عادتیں واقعی ترک ہو جاتیں، جب کہ شاہزادۂ نامدار بلکہ خود اعلیٰ حضرت کو آخرت کی باز پرس اور دین کے فرائض کا احساس خود ان کے علم میں قطعاً نہیں تھا تو فقط مسلمانوں کی زبان بندی کے لئے جو شاید کچھ تغیر کیا گیا ہو اس میں اصلیت ہی کیا ہو سکتی تھی؟

یہ سب باتیں کیا زیاد اور عبید نہیں سمجھ سکتے تھے؟ ظاہر ہے کہ وہ اتنے بھولے نہ تھے۔ خوب سمجھتے تھے مگر انھیں تو مسلمانوں کو بے وقوف بنانا تھا جو ان کی سیاست دانی کا تقاضا تھا اور خود اپنے کو بھی بے وقوف بنانا تھا تاکہ ان کی دینداری پر بظاہر کوئی حرف نہ آئے مگر اس سب سے کیا وہ خدا کو بھی معاذ اللہ بے وقوف بنا سکتے تھے؟ ''لاحول ولا قوۃ یخادعون اللّٰہ والذین آمنو و ما یخدعون الا انفسھم و ما یشعرون'' ✿✿✿

اشاعت اوّل: سرفراز محرم نمبر ۲۷ ۱۳۷۳ھ (۱۹۵۳ء) ——اشاعت دوم: امامیہ مشن لکھنؤ (سلسلہ نمبر ۳۸۰) محرم ۱۳۸۳ھ (۱۹۶۳ء)

علم پھیلاؤ —— بڑھاؤ
کتابیں دیمک کے لئے نہیں پڑھنے کے لئے ہیں

جن حضرات کے پاس پرانی کتابیں یا مرثیے، نوحوں، سلاموں اور رباعیات کی بیاضیں ہوں اور ان کے استعمال میں نہ ہوں تو اپنے بزرگوں کے ایصال ثواب کے لئے انھیں ''نور ہدایت فاؤنڈیشن'' امامباڑہ غفران مآبؒ، چوک، لکھنؤ۔ ۳ پہنچا کر خود بھی ثواب حاصل کریں۔ فاؤنڈیشن میں ان کی حفاظت ہوگی اور ضرورتاً شائع بھی کیا جائے گا جس سے پڑھنے والے فائدہ اٹھائیں گے۔

فون: 0522-2252230 موبائل: 09335276180